رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ أن یبعثک ربک مقاماً محمودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح۔ نامہ لنڈن ص۱
مُباہلہ سے جان بچانیکے لئے علمائے دیوبند کے حیلے ص۳
چند سوالات اور ان کے جواب ص۷
احمدی احباب کی خدمت میں ضروری گذارش ص۸
غزل ص۹
فہرست نو مبایعین ص۱۰
مسجد احمدیہ کے لئے چندہ، اعلان۔ اشتہارات ص۱۱
ممالک غیر کی خبریں، ہندوستان کی خبریں ص۱۲

ایڈیٹر۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | ۲۔ فروری سنہ ۱۹۲۰ء | دو شنبہ | مطابق ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۵۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت جمعہ کے دن کسی قدر علیل تھی۔ اس لئے حضور نے جماعت کی ضروریات کے مقابلہ میں ذاتی ضروریات کو قربان کردینے پر مختصر سا خطبہ پڑھا۔

مکرم جناب ذوالفقار علی خان صاحب ایم پوری ڈاکری سرٹیفکیٹ پر چھ ماہ کی رخصت لیکر یہاں آگئے ہیں۔ اور رخصت کے ایام یہیں بسر کرینگے ٭

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے صاحبزادے میاں عبدالرحیم خان صاحب عنقریب بغرض تعلیم ولایت روانہ ہونیوالے ہیں۔ احباب انکے لئے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور کامیاب واپس لائے ٭

نامہ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر۔ مورخہ ۸۔ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء)

تین نو مسلم لیڈیز
بچوں کا دن

سال نو مبارک اور دعا

برادران کرام! یہ خط سنہ ۱۹۲۰ء کا پہلا خط ہے۔ اور اس کو شروع کرتے وقت میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کامیاب ماضی پر جو اللہ کے فضل سے احمدی مبلغین کو صرف انگلستان بلکہ دنیا بھر میں حاصل ہے۔ آپ کو مبارکباد دوں۔ اور اس آغاز پر جو اپنی شان کے ساتھ الٰہی وعدوں کے مطابق مستقبل کے پردہ پر جلوہ نما ہے۔ آپ کو بارک اللہ کہوں۔ اور آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ پورے جوش و توجہ سے خدا تعالیٰ سے ہماری نصرت کے لئے دُعا فرما دیں۔ ہم نے نئے سال کا کام شروع کر دیا ہے اور میں نے سال نو کی ڈائری کا آغاز جس دعا سے کیا ہے اس کا نقل کر دینا بے محل نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ میرے قلب کے حالات کی ترجمانی کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

اللہ تعالیٰ تجھ سے خیر کا سوال کرتا ہوں۔ اور تجھ سے ہی ہر کام میں مدد چاہتا ہوں۔ پیارے مدد فرما کام تیرا کام ہے۔ یہ سال سلسلہ کے لئے بابرکت ہو۔ مشن ترقی کرے۔ مالی حالت اچھی ہو جائے۔ جماعت اخلاص۔ اعمال صالحہ اور پابندی اسلام میں کوشاں ہو۔ خدایا! ہر طرح کامیابی و فلاح بخش۔ آمین ثم آمین

تین نو مسلم لیڈیز

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حسب ذیل خواتین نے گذشتہ ہفتہ

قبول اسلام کا اعلان کیا۔

(۱) مسز اسوبل وودے۔ اسلامی نام صالحہ رکھا گیا
(۲) مس مارجرے ایلیس ہارگن " " خدیجہ " "
(۳) مسز ہیٹی ٹامس " " سائرہ " "

ہمارے ناظرین یہ معلوم کرکے خوش ہونگے۔ کہ محولہ بالا نومسلمات کے اسلام لانے میں ہمارے نومسلم احباب اور مولوی فاضل عبد المحی عرب کی سعی کو بڑا دخل ہے۔ مثلاً لیڈی نمبر اول اخویم داؤد فیتھ اور محمد سلمان فیتھ کی تبلیغ سے احمدی ہوئی۔ اور نمبر دوم کو عرب صاحب نے تبلیغ کی۔ اس طرح گویا مبلغین کے ساتھ یہاں کے دوسرے دوست بھی تبلیغ کے کام میں حصہ لینے لگے ہیں۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب برابر ہمارے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اور جو تعداد ٹریکٹوں ہم شایع کرتے ہیں۔ اس میں ان کی سعی کے نتائج بھی شامل ہوتے ہیں۔ مسز ہیٹی ٹامس انہی کے ہاتھ پر اسلام لائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت بخشے۔ آمین

خطبہ جمعہ اور عبد اللہ باباٹلے

نماز جمعہ میں مکرم چوہدری صاحب نے حاضرین مجلس کو مدنظر رکھ کر قرآن پاک سے وہ اخلاق بیان کئے۔ جو سوشل تعلقات اور سیاست مدن میں تہذیب کا زیور ہیں۔ اور جنہیں اسلام نے تیرہ سو سال قبل دنیا کو دیا تھا۔ ہمارے تازہ نومسلم بھائی عبد اللہ باباٹلے جو چودہ دن کی رخصت پر لنڈن آئے ہوئے تھے۔ حاضرین میں شامل تھے۔ اور خطبہ سنکر اور خطبہ کے بعد مختلف اسلامی مسائل پر اس عاجز سے گفتگو کرکے بہت محظوظ ہوکر واپس گئے۔ الحمد للہ دوران گفتگو میں فرمانے لگے۔ کہ لوگ اب میری مخالفت کرتے ہیں۔ مجھے ذلیل سمجھتے ہیں۔ مگر میں اپنے ایمان اور نمونہ سے لوگوں کو مغلوب و متاثر کرنا چاہتا ہوں۔ احباب اس نوجوان کے ازدیاد ایمان اور ترقی اخلاص کے لئے دعا فرماویں ۔

بچوں کا دن

برٹش احمدیہ ٹریکٹ کمیٹی نے بروز اتوار ۴- جنوری کو احمدی بچوں کے لئے "بچوں کا دن" مقرر کیا تھا۔ اور ۱۵ ننھے ننھے بچے اور ان کے والدین مدعو تھے۔ چوہدری فتح محمد سیال نے قرآن کریم سورہ نحل سے چند آیات منتخب کیں۔ اور ان کا انگریزی ترجمہ ٹائپ کرکے ایک ایک آیت ہر بچہ کو حفظ کرنے کے لئے بھیجدی گئی۔ اور کہدیا گیا۔ کہ وہ اُسے جلسہ میں زبانی سُنائے۔ اس دعوت کے اخراجات کے لئے مقامی طور پر چندہ کیا گیا۔ اور یہاں کے احمدیوں نے اس کے تمام اخراجات خود برداشت کئے۔

بچوں کے دن کا پروگرام حسب ذیل تھا:۔

(۱) دعوت۔ جسمیں بچوں اور حاضرین کی چائے کیک مٹھائی وغیرہ سے تواضع کی جائیگی۔
(۲) قرآن کریم کی آیات کا زبانی سُنانا۔
(۳) تقسیم انعامات۔ جو ہر بچہ کو آیت سُنانے کے بعد دیا جائیگا۔
(۴) مناسب موزون موقعہ کے مطابق تقاریر۔

جلسہ سے قبل لیکچر ہال کو مسز حنیفہ بیکن کی زیر نگرانی عمدگی سے آراستہ کیا گیا۔ اور اعلیٰ پیمانہ پر تمام ضروری اشیاء خرید لی گئیں۔ بچوں کے والدین اور بچے وقت مقررہ پر آئے۔ اور پروگرام کے مطابق جلسہ نہایت کامیابی اور عمدگی سے انجام پذیر ہوا۔ ہر بچہ سال بھر کے لئے اللہ و رسول سے وفادار رہنے اور قرآن پاک سے محبت رکھنے کا پیغام لیکر گھر گیا۔ الحمد للہ۔

دعوت کے بعد کی تقریریں

ننھے ننھے انگریز لڑکے اور لڑکیوں کا قرآن پاک کو تلاوت کرنا۔ مسز حنیفہ بیکن کا انعام دینا اپنی جگہ ایک موثر منظر تھا۔ مگر اس کے بعد جو تقریریں ہوئیں۔ انہوں نے بچوں کے والدین اور دوسرے حاضرین کو رُوحانی خوراک مہیا کی۔ اور ظاہری تواضع کے ساتھ روحانی تواضع بھی کی گئی۔ تقریروں کا خلاصہ حسب ذیل تھا:۔

(۱) چوہدری فتح محمد سیال نے بچوں کی تلاوت کردہ آیات کے معانی اور مطالب کو بیان کیا۔ اور قرآن پاک کی سورہ نحل جو شہد آسمانی مہیا کرتی ہے۔ اس کے مفاد کی طرف توجہ دلائی۔ اور آیات کی تفسیر بیان کی۔

(۲) مسٹر سعید ددسن نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت۔ اور آپ کا دختر کشی کی بدرسم کو بیخ و بن سے اکھاڑنا اور بنی نوع سے محبت کرنے کا عملی ثبوت دینا بیان کیا ۔

(۳) مسٹر محمد سلمان فیتھ نے بچوں کو دعوت دینے کے اغراض۔ اسلام کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت۔ آپ کی پاک تعلیم کی طرف توجہ دلائی اور احمدی بچوں اور ان کے والدین سے نئے سال میں خدا کے فرستادہ کے ساتھ وفادار رہنے اور پیغام حق کو پہونچانے کی درخواست کی ۔

(۴) خاکسار نے کام میں مدد دینے والوں اور خصوصیت سے مسز حنیفہ بیکن اور اخویم محمد سلمان فیتھ کا جنہوں نے سجاوٹ آرائش اور خرید اشیاء میں مدد دی۔ شکریہ ادا کیا۔ اور اسکے بعد حاضرین سے کہا۔ کہ جس طرح آج ننھے بچوں کو ہم نے دعوت دی ہے۔ اور انہوں نے قرآن کریم سناکر انعام پائے ہیں۔ اسی طرح بڑے مرد و عورتیں جو خدا کے بچے ہیں۔ اور جن کو حقیقتاً اطفال اللہ بننے کا راستہ دکھانے کے لئے اور آسمانی دسترخوان پر سے دعوت کھلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کو مبعوث کیا۔ ان کو بھی ہم دعوت رُوحانی دیتے ہیں۔ اور حضرت احمدؑ کو قبول کرکے برکت پانے کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ غرض بچوں کا دن ہر طرح قابل اطمینان طرز پر ختم ہوا۔ اور ہر شخص مسرت و خوشی اور بڑھتے ہوئے اخلاص و جوش کے ساتھ گھر گیا۔ الحمد للہ علی ذالک ۔

ایسٹ اینڈ ویسٹ سٹوڈیو میں

گذشتہ جمعہ کو مسٹر سامرتھ سکنہ بمبئی اعتدال پسند ہندوستانی سیاسی لیڈر کا ریفارم سکیم پر مسز مال کیمین کے ایسٹ اینڈ ویسٹ سٹوڈیو میں لیکچر تھا۔ تقریر کے بعد ممبران سوسائٹی کی طرف سے جنمیں خاکسار بھی شامل تھا لیکچرار کو ایک تحفہ دیا گیا۔ اور ان کی تقریر کے بعد خاکسار نے ایک مختصر سی تقریر کی۔ اور امید ظاہر کی کہ "انڈیا ایکٹ" سے عقلمندی کے ساتھ فائدہ اوٹھاکر ہندوستانی ترقی کرینگے انگلستان کے احسانات کو یاد کرکے اتحاد و محبت کا رشتہ ہر دو ممالک میں مضبوط ہوجائیگا۔ مشرقی لوگ شکر گذار ہوتے ہیں۔ اور احسانات کو یاد رکھتے ہیں۔ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہاجرہ کے تعلق کو یاد رکھ کر مصریوں سے نرم سلوک کی تاکید فرمائی تھی۔ پس انگریزی قوم یاد رکھے۔ ہم احسان کی قدر کرنیوالے ہیں۔ اور ہندوستان اس عطائے حقوق کو قدر و سپاس کی نظر سے دیکھیگا +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

(اشتہار نمبر ۱۱)

مباہلہ سے جان بچانے کے لئے علمائے دیوبند کے حیلے

اور

مباہلہ سے ان کا کھلا کھلا فرار

آثار مباہلہ کی تعیین کرنے سے علمائے دیوبند کی پہلو تہی

اب انعقاد مباہلہ کا انحصار علماء دیوبند کی طرف سے آثار مباہلہ کی تعیین پر ہے

ہمارے اشتہار نمبر ۱۰ کے جواب میں جو ۱۵ - اکتوبر ۱۹ء کو چھاپ کر علمائے دیوبند کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری پہنچا دیا گیا تھا - ہمیں ۱۳ - جنوری ۱۹۲۰ء کو ایک رسالہ جس پر ۲۷ - نومبر ۱۹۱۹ء اور ایک اشتہار جس پر ۲۸ - دسمبر ۱۹۱۹ء کی تاریخیں ثبت ہیں ملے - ہم علمائے دیوبند کی اس دیانت اور امانت پر بغیر کسی قسم کا افسوس کئے کہ اگر یہ تاریخیں واقعہ میں اس رسالہ اور اشتہار کے شایع ہونے کی صحیح تاریخیں ہیں - تو انہوں نے کیوں اتنا لمبا عرصہ ہم سے انہیں پوشیدہ رکھا - اصل امر کے بیان کرنے کی طرف آتے ہیں :-

اس طول طویل رسالہ کے لکھنے اور شایع کرنے سے علمائے دیوبند کے مضطرب الحال قائم مقام کی جو غرض اور غایت ہے - وہ تو اسی کے ان الفاظ سے ظاہر ہے - جو اس نے رسالہ کے علاوہ الگ اشتہار شایع کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے اس طرح لکھے ہیں کہ :-

" اس مختصر اشتہار کے چھاپنے کی ضرورت ہم کو اس لئے ہوئی کہ ان طولانی سوال و جواب کی بھول بھلیاں میں پھنس کر کہیں اصلی مبحث گم نہ ہو جائے "

گویا وہ ایک طرف تو طولانی سوال و جواب میں پھنسکر اصل مبحث کے گم ہو جانے کے خطرہ کو تسلیم کرتا ہے - اور دوسری طرف باوجود ہمارے بار بار روکنے اور منع کرنے کے لمبے چوڑے اشتہارات کو کافی نہ سمجھ کر طولانی سوال و جواب کی بھول بھلیاں تعمیر کرنے کے لئے رسالے لکھ رہا ہے تاکہ اصل مبحث کو گم کر دے - مگر معلوم ہوتا ہے - اس غلط کاری پر اسے خود بھی ندامت اور شرمندگی لاحق ہوئی ہے - اور اسی لئے وہ رسالہ کے پورے ایک ماہ بعد مختصر اشتہار لکھنے اور اس میں یہ الفاظ درج کرنے پر مجبور ہوا ہے کہ :-

" ہم اپنے تمام مطالبات اور مواخذات سے تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ ہو کر صرف دو سوالات پر اکتفا کرتے ہیں - جن کے تصفیہ کے بدون یا تو مباہلہ منعقد ہی نہیں ہو سکتا اور یا اس کا انعقاد لغو اور بے سود ہے "

پس ہم علمائے دیوبند کے قائم مقام کی اس زرد پشیمانی کو مدنظر رکھ کر یہی

ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جن دو سوالات کو اُس نے ضروری قرار دیتے ہوئے باقی سارے رسالہ کو اپنے ہاتھوں ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیا ہے۔ انہی کا جواب دے کر منصف مزاج لوگوں پر ایک بار پھر ثابت کر دیں۔ کہ طولانی سوال و جواب کی بھول بھلیاں تیار کرتے ہوئے اصل مقصد سے ہٹ کر ضمنی مباحث کے اختلاط سے تلبیس و خداع کا موقع تلاش کرنے کے لئے اشتہار کے جواب میں رسالے شایع کرنا علمائے دیوبند کا ہی کام ہے۔ اور ہمارا مدعا بار بار ان کو اصل مبحث کی طرف کھینچ کر لانا ہے۔ پس ذیل میں ہم انہی دو سوالوں کے متعلق لکھتے ہیں:۔

پہلا سوال دیوبندی قائم مقام نے اپنے اشتہار میں جو درج کیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مباہلہ کے معاملہ کو خبط کرنے اور اس سے اپنی جان بچانے کے لئے نہایت اوچھے طریق سے ہاتھ پاؤں مارنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ ہم نے اس خیال سے کہ دیوبندی قائم مقام جو "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کی مثال کو تازہ کرتا ہوا لفظ لفظ پر بے ہودہ سرائی شروع کر دیتا ہے۔ اس کے لئے چون و چرا کا کوئی موقع نہ رہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ اپنا اتفاق ظاہر کر دیا تھا۔ جو اس نے مفہوم مباہلہ کے متعلق شایع کئے تھے۔ اور سمجھا تھا۔ کہ اگر اور نہیں تو کم از کم یہ مرحلہ تو طے ہو گیا۔ لیکن افسوس کہ ہماری حسن ظنی غلط ثابت ہوئی۔ دیوبندی قائم مقام جس نے پہلے ہی دن سے یہ بات ٹھانی ہوئی ہے کہ کوئی امر طے ہی نہ ہونے دیا جائے۔ اس نے اس میں بھی ٹانگ اڑا ہی دی ہے۔ اور اس کو ایک ایسی خود ساختہ بات کے ساتھ ملتبس کر کے پیش کر دیا ہے۔ جس کا مجوزہ مباہلہ کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:۔

"جبکہ علمائے دیوبند کے بیان کئے ہوئے مفہوم مباہلہ سے آپ نے بعد از خرابی بسیار اتفاق کیا ہے (یعنی یہ کہ دونوں فریق گڑگڑا کر خداوند عالم سے دعا کریں۔ کہ وہ اپنی لعنت فریقین میں سے جو جھوٹا ہو۔ اس پر مسلط کر دے) اور ظاہر ہے۔ کہ اس تعریف کے موافق کوئی مباہلہ بددعا سے خالی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ لعنت کی دعا سے بڑھ کر اور کونسی بددعا ہو سکتی ہے۔ تو آپ کے مسیح موعود کا مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے مقابلہ میں یہ لکھنا کہ مباہلہ تو ہوا تھا۔ مگر بددعا نہ ہوئی تھی۔ کیا معنی رکھتا ہے۔ اور اگر اپنے مسیح موعود کی نسبت یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ان کو مباہلہ کے معنی معلوم نہ تھے یا عمداً انہوں نے جان بچانے کے لئے ایسا لکھ دیا۔ تو اس کا صاف طور پر اقرار کیا جائے۔"

اب اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ عبدالحق کے مباہلہ میں بددعا نہ کی گئی تھی۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اس موقع پر جبکہ ہم نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارا جو مباہلہ ہو گا۔ وہ لعنت اور بددعا سے خالی نہ ہو گا۔ بلکہ اس میں ان پر لعنت برسانے کے لئے خدا تعالیٰ سے التجا کی جائیگی۔ تو اس سوال کے اٹھانے کی وجہ کیا ہے۔ اگر عبدالحق کے مباہلہ میں بددعا نہیں کی گئی تھی۔ تو نہ سہی۔ علمائے دیوبند کو اس سے کیا۔ جبکہ انہیں کہدیا گیا ہے کہ تمہارے ساتھ جو مباہلہ ہو گا۔ اس میں بددعا کی جائیگی۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ اگر اس قسم کی باتوں کو یہ لوگ سپر نہ بنائیں۔ تو اور کیا کریں۔ اور کیونکر مباہلہ سے اپنی جان بچائیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں۔ کہ اس طرح ان کا جان بچانا انہیں ذلت اور رسوائی کی آخری حد تک پہنچا رہا ہے اور ان کے مباہلہ سے فرار کا کھلا ثبوت ہے۔

دیوبندی قائم مقام کو خوب اچھی طرح کان کھول کر سن لینا چاہیئے۔ کہ اس وقت ہمارے اور علمائے دیوبند کے درمیان اس امر پر بحث نہیں ہے۔ کہ عبدالحق کے ساتھ مباہلہ ہوا تھا یا نہیں۔ اور اگر ہوا تو کس طرح ہوا تھا۔ اور کیا کہا گیا تھا۔ اس وقت تو خود علمائے دیوبند کو مباہلہ کے لئے ہمارے سامنے آنا ہے۔ اس لئے ان کے لئے ہمارا یہ کہہ دینا کافی ہے۔ کہ ان کے ساتھ جو مباہلہ ہو گا۔ اس میں بددعا کی جائیگی پس انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اب ان کے لئے دو ہی راستے ہیں کہ یا تو بغیر چون و چرا کے ہمارے مقابلہ میں مباہلہ کے لئے نکل آئیں یا قعر مذلت میں گر کر ہمیشہ کے لئے دم بخود ہو جائیں۔ ورنہ غیر متعلق امور کو بددیانتی کے ساتھ اصل مبحث سے ملتبس کر کے وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا رہے۔ بلکہ حقیقت شناس اصحاب کی نظروں میں دن بدن ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ اور اپنے فرار کو روز بروز واضح کر رہے ہیں۔

دوسرا سوال دیوبندی قائم مقام نے یہ دریافت کیا ہے کہ:۔

"نصوص قرآن و حدیث سے آثار مباہلہ کی نوعیت اور ان کے ظہور کی میعاد کا جو تعیین ہوتا ہے۔ اس کی تشریح صاف الفاظ میں ایسی کی جائے۔ کہ جماعت قادیان کو پھر ندامت کے پانی یا ذلت کی آگ میں جلنے کی نوبت نہ آئے۔ اور مباہلہ کا فیصلہ کن ہونا آپ کے اصول کے موافق ثابت ہو سکے۔ کیونکہ جب آپ کے مرزا صاحب خود یہ تصریح کرتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ جل شانہ بہت دفعہ کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کا صریح وعدہ کر کے بھی مخفی اسباب کی بناء پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ تو آپ کو یہ اطمینان کس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ مباہلین میں سے کسی ایک فریق پر ضرور ہی عذاب نازل فرمائے گا۔"

اس عبارت میں بھی دیوبندی قائم مقام نے پھر اسی بات کو ایک منگھڑت

اعتراض کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ جس کے متعلق ہم اپنی طرف سے صاف طور پر فیصلہ کر چکے ہیں۔ چنانچہ ہم اپنے اشتہار منسلکہ میں لکھ چکے ہیں کہ:۔

"ہمارے نزدیک مباہلہ کے نتیجہ میں سنت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی خاص قسم کے عذاب کی تعیین نہیں ہوتی۔ ہاں وہ عذاب ایسا ہوگا۔ جس میں فریق مخالف کے کسی منصوبہ کا دخل نہ ہوگا۔ علمائے دیوبند کی طرف سے ہماری نسبت بار بار کہا گیا ہے۔ کہ ہم انہیں یہ نہ کہدیں کہ وہ مباہلہ کے نتیجہ میں ذلت کی آگ اور ندامت کے پانی میں ڈوب مرے ہیں۔ اس کے متعلق ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر علمائے دیوبند کے نزدیک عزت وحرمت ننگ وناموس کی بربادی معمولی بات ہے۔ تو انہیں یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ اظہار صداقت کے لئے خدا تعالیٰ اس سے بھی بڑھ کر اپنی قدرت نمائی پر قادر ہے۔ وہ مباہلہ کے لئے ہمارے مقابلہ میں نکل آئیں۔ اور پھر دیکھیں کہ خدائے شدید العقاب کیسے کیسے عبرتناک طریق سے ان پر لعنت مسلط کرتا ہے"

اسکے ساتھ ہی ہم نے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ:۔

"ہمارے نزدیک مباہلہ کا نتیجہ جس رنگ میں ظہور پذیر ہو سکتا ہے وہ ہم نے لکھ دیا ہے۔ اب علمائے دیوبند کا فرض ہے۔ کہ وہ جو کچھ آثار مباہلہ سمجھتے ہیں۔ ان کی تعیین کردیں"

لیکن کس قدر تعجب کی بات ہے۔ کہ علمائے دیوبند کے قائم مقام نے اس کا توکوئی جواب نہیں دیا۔ اور پھر ہم سے سوال کر دیا۔ حالانکہ اس کا فرض تھا۔ کہ اگر جو کچھ ہم نے لکھا تھا۔ اس کو وہ درست نہیں سمجھتا۔ تو خود نصوص قرآنیہ اور حدیث سے آثار مباہلہ کی نوعیت اور ان کے ظہور کی میعاد کی تعیین کر دیتا۔ کیونکہ مباہلہ کے ذریعہ حق و باطل میں فیصلہ کا طریق کوئی ہمارا ایجاد کردہ نہیں ہے۔ بلکہ اس اسلام کا جاری کردہ ہے۔ جس کے ماننے کا علمائے دیوبند کو بھی ادعا ہے۔ اور جو تیرہ سو سال سے چلا آرہا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ علمائے دیوبند "نصوص قرآن وحدیث سے" جو "آثار مباہلہ کی نوعیت اور ان کے ظہور کی میعاد" سمجھے ہوئے ہیں وہ پیش نہیں کرتے۔ اور باوجود اس کے کہ اس کے متعلق ہمارا جو اعتقاد ہے وہ ہم شایع کر چکے ہیں پھر بھی ہم سے ہی مطالبہ کر رہے ہیں۔ اگر مباہلہ کا مسئلہ ہمارا ایجاد ہوتی۔ اور دیوبندی علماء اس کو فیصلہ کن سمجھتے تو ان کا حق تھا۔ کہ خود اس کے آثار کی نوعیت اور ان کے ظہور کی میعاد کی تعیین کرنے سے خاموش رہتے۔ لیکن جبکہ ہمارا ایجاد نہیں ہے۔ بلکہ تیرہ سو سال سے اسلام میں چلا آتا ہے۔ اور وہ

خود بھی اس کو حق و باطل میں فیصلہ کن قرار دیتے ہیں۔ تو پھر وہ خود کیوں اس کے آثار کی نوعیت بتانے اور ان کے ظہور کی میعاد مقرر کرنے سے کنی کتراتے ہیں۔ اور کیوں اس کے متعلق چند الفاظ لکھتے ہوئے بھی ان کا لہو خشک ہوتا ہے۔ بالکل صاف اور آسان بات ہے۔ کہ ہمارے نزدیک مباہلہ کے آثار جس طریق سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔ وہ ہم نے لکھ دئے ہیں۔ اب علمائے دیوبند جس طرح ان کا ظہور یقین کرتے ہیں۔ اُسے شایع کر دیں۔ تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو کہ ان کے نزدیک مباہلہ کے آثار کس طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ اور کس مدت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور کوئی صورت فیصلہ کی نکل سکے۔

اس صاف اور سیدھی بات کی طرف نہ آنا۔ اور آثار مباہلہ کے متعلق اپنا عقیدہ شایع نہ کرنا۔ اور آثار مباہلہ کے متعلق ہمارے اعتقاد پر بےہودہ اعتراض کرنا صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ علمائے دیوبند کو دراصل مُباہلہ کی طرف آنا ہی منظور نہیں۔ اور وہ جان بچانے اور پیچھا چھڑانے کے لئے یہ ڈھنگ اختیار کرکے نہایت ہی بودی اور لغو باتوں کی پناہ لے رہے ہیں۔

دیوبندی قائم مقام نے آثار مُباہلہ کی نوعیت کے بتانے اور ان کے ظہور کی میعاد کی تعیین کرنے سے پہلوتہی کرتے ہوئے پھر ہم سے جو مطالبہ کیا ہے۔ اس کی بنیاد اس نے نہایت ہی شرمناک دہوکہ دہی پر رکھی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"جب آپ کے مرزا صاحب خود یہ تصریح کرتے ہیں۔ کہ (معاذ اللہ) اللہ جل شانہٗ بہت دفعہ کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کا صریح وعدہ کر کے بھی مخفی اسباب کی بنا پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ تو آپ کو یہ اطمینان کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ وہ مباہلین میں سے کسی ایک فریق پر ضرور ہی عذاب نازل فرمائے گا"

حالانکہ یہ بات بالکل صاف ہے۔ جس موقع اور محل کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا عذاب ٹل جاتا ہے وہاں بالکل ٹھیک اور دُرست ہے۔ لیکن چونکہ آپ نے یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ مباہلہ کرنے والے جھوٹے فریق پر سے بغیر اس کے تائب ہونے کے عذاب ٹل جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں اطمینان ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مُباہلین میں سے جھوٹے فریق پر اپنی لعنت ضرور نازل کرے گا۔ پس اس بات کو ہمارے سامنے پیش کرنا علمائے دیوبند کے قائم مقام کی سخت بےہودگی اور نادانی ہے۔ کیا ہم امید رکھیں کہ وہ اس پر غور کر کے شرمائیگا۔

دیوبندی قائم مقام نے اپنے اشتہار میں جس تلبیس سے کام لے کر عوام کو دھوکہ دینا چاہا تھا۔ خدا کے فضل سے ہم نے اس کی قلعی کھول دی ہے۔ اور بتا دیا ہے۔ کہ اصل مبحث سے علیحدہ ہو کر اس قسم کی باتوں میں پڑنے سے اس کی غرض محض مباہلہ سے جان بچانا اور اپنے فرار پر پردہ ڈالنا ہے۔ لیکن ہم اس کی روباہ بازیوں سے خوب آگاہ ہیں۔ وہ خواہ کہیں کا کہیں بھاگتا پھرے۔ ہم مرکز سے علیحدہ نہیں ہوں گے۔ اور نہ اسے ہونے دینگے۔ پس اب اس کے لئے یہی چارہ کار ہے۔ کہ نصوص قرآن و حدیث سے آثار مباہلہ کی جو نوعیت اور ان کے ظہور کی جس قدر میعاد وہ یقین کرتا ہے۔ اسے شایع کر دے۔ تاکہ مباہلہ ہو سکے۔ ورنہ اس کو چھوڑ کر جس قدر اُلٹے سیدھے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اسی قدر اپنی ناکامی اور نامرادی کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور علمائے دیوبند کے ماتھے پر ایسا کلنک کا ٹیکا لگا رہا ہے۔ جو کبھی ہٹائے نہ ہٹ سکیگا۔

اب بھی اگر دیوبندی قائم مقام نے ان آثار مباہلہ کو شایع نہ کیا۔ جو نصوص قرآن و حدیث سے علمائے دیوبند کے زعم میں پائے جاتے ہیں۔ تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ وہ میدان مباہلہ میں آنے سے قبل ہی شکست فاش کھا کر بھاگ گیا ہے۔ اور اس میں ہرگز طاقت نہیں ہے کہ ہمارے مقابلہ میں مباہلہ کے لئے آ سکے۔

جن اصحاب نے طرفین کے اشتہارات کا مطالعہ کیا ہے۔ ان پر واضح ہو گیا ہے۔ کہ اب مباہلہ کے انعقاد کا انحصار صرف علمائے دیوبند کی طرف سے آثار مباہلہ کی تعیین پر ہی ہے۔ کیونکہ ہمارا جو اعتقاد ہے۔ وہ ہم شایع کر چکے ہیں۔ اگر انہوں نے آثار مباہلہ کے متعلق اپنا اعتقاد شایع کر دیا تو بہتر۔ ورنہ صاف ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے مباہلہ سے کھلا کھلا فرار اختیار کر لیا ہے۔ اور انہیں اب کوئی طاقت ہمارے مقابلہ میں کھڑے ہونے کے لئے سہارا نہیں دے سکتی۔ اور یہی باطل کا ہمیشہ انجام ہوا کرتا ہے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

خاکسار

غلام نبی عفا اللہ عنہ۔ ایڈیٹر الفضل قادیان دار الامان ضلع گورداسپور

۲۵ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء مطابق ۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۸ھ
علی صاحبہا التحیۃ والسلام

میں اس مضمون سے متفق ہوں
خاکسار مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح ثانی)

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر چھپا)

چند سوالات اور اُن کے جواب

سوال اول آیت وقولهم انا قتلنا المسیح ...... الخ میں جو ضمائر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہیں۔ ان کا مرجع رُوح اور جسد عنصری ہے۔ نہ صرف رُوح۔ کیونکہ قتل اور صلیب رُوح پر واقع نہیں ہوسکتا پھر بل رفعہ اللہ میں جو ضمیر ہے۔ وہ صرف رُوح کی طرف راجع کیونکر ہوسکتی ہے۔

جواب اول ہم ضمیر متصل کو جو جملہ "بل رفعہ اللہ" میں مذکور ہے۔ حضرت عیسیٰ کی طرف پھیرتے ہیں۔ نہ ان کے روح کی طرف اور نہ جسم کی طرف۔ ہاں رفع سے مراد رفع جسمانی نہیں لیتے۔ بلکہ رفع روحانی مراد لیتے ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے۔ کہ رفع جسم سے مراد یہ ہے۔ کہ ان کا جسم اونچا ہوجائے۔ اور رفع روح سے مراد یہ ہے۔ کہ صرف ان کا روح اونچا ہو جائے لیکن رفع روحانی سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ خود اونچے ہو جائیں۔ مثلاً جب ایک ڈپٹی کمشنر کو کمشنر بنایا جائے تو وہ پہلی حالت سے مرفوع ہو جاتا ہے۔ لیکن نہ جسم کے لحاظ سے نہ رُوح کے لحاظ سے۔ بلکہ درجہ کے لحاظ سے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی مرفوع بلحاظ درجہ کے ہیں۔ سو ہم نے ضمیر کے پھیرنے میں پہلے ضمائر سے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ لفظ رفع کے معنی میں ہمارا غیر احمدی حضرات سے اختلاف ہے۔ اصل میں جو لوگ غور سے کام نہیں لیتے۔ وہ ہمارے لفظ رفع روحانی سے رفع الروح سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ رفع الروح و رفعِ روحانی" میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس امر کا ثبوت کہ اس آیت میں رفع روحانی ہے نہ جسمانی حسب ذیل ہے:۔

رفع ایک فعل ہے۔ جس کا فاعل اللہ تعالےٰ ہے۔ جس سے اسم فاعل "الرافع والرفیع" ہے اہل لغت نے اس کے معنی حسب ذیل بیان کئے ہیں:۔

الرّافع۔ فی اسماء اللہ تعالیٰ لانہ یرفع المؤمنین بالاسعاد واولیائہٗ بالتقریب۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں رافع بھی ہے۔ کیونکہ وہ مومنوں کو سعادتمندی اور اپنے اولیاء کو تقرب سے اونچا کرتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کے رفع کرنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ وہ کسی کو سعید یا اپنا مقرب بنائے۔ چنانچہ قرآن کریم سے ان معنی کی تصدیق ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے رفیع الدرجٰت ذوالعرش (سورہ مومن رکوع ۲) وہ درجوں کو بلند کرنیوالا۔ صاحب تخت ہے۔ اس لحاظ سے ہم آیت زیر بحث میں رفع سے مراد رفع درجہ لیتے ہیں نہ رفع جسم۔ چنانچہ یہی معنی متقدمین میں سے علامہ راغب نے کئے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی مفردات میں لکھتے ہیں:۔

"الرفع تارۃً فی المنزلۃ اذا شرفتہا نحو قولہ بل رفعہ اللہ الیہ"

(۲) اگر یہ کہا جائے۔ کہ ضمیر جملہ بل رفعہ اللہ میں رُوح کی طرف پھرتی ہے۔ تو بھی کوئی اشکال نہیں۔ کیونکہ ایک چیز کا ذکر کرکے اس کی طرف مختلف جہات سے ضمائر کا پھیرنا اہل علم کے نزدیک محاسن معنویہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ علم بدیع میں اس کو صنعت استخدام کہتے ہیں۔

(۳) اگر یہ کہا جائے کہ آیت زیر بحث میں تمام ضمائر متصلہ جن کا حضرت مسیح سے تعلق ہے۔ وہ ان کی روح مبارک کی طرف ہی جاتی ہیں۔ تو بھی کوئی اشکال نہیں۔ کیونکہ "صلب" کے معنی خاص طرح پر قتل کرنا اور قتل کے معنی "اخراج الروح من البدن" کے ہیں۔ پس قتل اور صلب کا تعلق بھی رُوح سے ہوا۔ نہ جسم سے۔ باقی جسم کا پھاڑنا یا اس کو ایذا دینا اس لئے ہے کہ رُوح نکل جائے ؎

سوال دوم عبدالحکیم پٹیالوی حضرت مرزا صاحب کی وفات کی پیشگوئی ۱۲۔ جولائی ۱۹۰۶ء کو تین سال کی میعاد کی کرتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب اس کی تردید کرتے ہیں۔ اگر عبدالحکیم نے رسالہ الوصیت سے پیشگوئی چرائی ہو۔ اور وہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی ہے۔ تو عبدالحکیم کی پیشگوئی کی تردید اپنی ہی پیشگوئی کی تردید ہے۔ پھر وفات عبدالحکیم کی پیش گوئی کی میعاد کے اندر ہوتی ہے۔

جواب حضرت مرزا صاحب کی وفات ان کی اپنی پیشگوئیوں کے ماتحت ہوئی ہے۔ جو کہ رسالہ الوصیت اور اس کے بعد کے الہامات میں مندرج ہیں۔ باقی عبدالحکیم کی پیشگوئی کی تردید اپنے محل پر چسپان ہے۔ کیونکہ عبدالحکیم نے تین سال سے چودہ ماہ کی میعاد پھر چودہ ماہ سے ۱۹۰۸ء میں ۴ اگست ۲۱۔ ساون کے دن کو معین کردیا۔ جب دن معین ہوگیا۔ تو پھر اس سے قبل یا اس کے بعد حضرت مرزا صاحب کا وفات پانا اس کی پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کرتا ہے۔ اگر اس کی تفصیل دیکھنی ہو۔ تو رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۶ و ۷ بابت سال ۱۹۰۸ء میں مطالعہ کریں ؎

سوال سوم کتب عقائد میں لکھا ہے۔ کہ مرنے کے بعد پھر اُٹھنا اس طرح ہوگا۔ کہ وہی پہلے جسم اپنے اصلی اجزا کے ساتھ اٹھائے جائینگے کیونکہ جن اجساد کے ساتھ اعمال کئے ہیں۔ انہی اجساد کو سزا ملے۔ تاکہ عدل قائم رہے۔ اور آیت "ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ" کے خلاف نہ ہو۔ حالانکہ جسم کے اجزا روزمرہ بدلتے رہتے ہیں۔ تو بدیں صورت قول اہل عقاید کیونکر صحیح ہوگا۔

جواب بعث بعد الموت ہوگا۔ تو اجساد کے ساتھ۔ لیکن نہ ان اجساد کے ساتھ جو اس دنیا میں تھے۔ کیونکہ احادیث میں اخروی اجسام کا مقدار دنیوی اجساد سے کہیں بڑھ کر بتایا گیا ہے اسواسطے یہ قول صحیح نہیں کہ پہلے ہی اجساد اور ان کے اصلی ہی اجزا ہونگے۔ ہمارا قول عدل اور آیت محولہ بالا کے خلاف نہیں۔ کیونکہ اجساد کو افعال نیک و بد میں بالاصالہ دخل نہیں۔ دخل صرف نفس یا رُوح کو ہے۔ جس کی طرف حدیث انما الاعمال بالنیات رہنمائی کرتی ہے۔ اور آیت ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ بھی اسی طرف ہدایت کرتی ہے۔ کیونکہ "وازرۃ" وصف نفس یا روح کی ہے نہ جسم کی۔ جسم کا تعلق افعال سے مثل تعلق آلات کے ہے

جیسے تلوار کا تعلق قتل سے ہے۔ قتل کی سزا قاتل کو ملتی ہے۔ نہ کہ تلوار کو۔ اسی طرح جسم کو عذاب میں اس لیئے مبتلا کیا جاتا ہے کہ روح کو ایذا دینے کا یہ ذریعہ ہے اگر جسم میں روح نہ ہو۔ تو جسم کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی

سوال چہارم نماز میں جو سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کا حصہ پڑھا جاتا ہے۔ اس میں یا تو امر و نہی ہوتا ہے یا اخبار۔ امر نہی کا مخاطب کون ہوتا ہے؟ اور خبریں بدون زمانہ ماموریہ کے کیا وقعت رکھتی ہیں۔ پس نہ کوئی مخاطب۔ نہ زمانہ پیغمبر۔ بدیں صورت اس حصہ کا پڑھنا بے کار سا ہوا۔

جواب قرآن کریم ایک نصیحت نامہ ہے جس کا ظہور ہر زمانہ میں یکساں ہے۔ اس کا مخاطب پڑھنے والا اور سننے والا ہے۔ اگر کفار کو خطاب کے وقت وہ سامنے نہ ہوں۔ تو پڑھنے والے کو یہی نصیحت ہوتی ہے۔ کہ وہ کفار سے یہی معاملہ کرے جو ان آیات میں لکھا ہوا ہے۔ غرضکہ وعظ و نصیحت قرآن سے ہر وقت حاصل ہوتی ہے۔ دوسری غرض قرآن کریم کی حفاظت اور اس کی صحت ہے۔ جو نمازوں میں پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔

سوال پنجم امیر معاویہ قتل علیؓ و حسنؓ کا محرک ہے۔ پس آیت ومن یقتل مومنا ..... الخ کے رو سے جہنمی ٹھہرا۔ اور سعد کو علیؓ پر طعن کرنیکی ترغیب دی۔ اور امام وقت یعنی علیؓ کے مقابلہ میں خروج کیا۔ پس حدیث منع سب صحابہ اور حدیث من لم یعرف امام زمانہ کی وعید کے نیچے کافر جاہل کیوں نہ بنا؟

جواب شیعہ تو معاویہ کو صرف محرک قتل بتاتے ہیں لیکن خارجی حضرت علیؓ کو پندرہ ہزار مومنوں کا قاتل قرار دیکر اتنی ہی دفعہ ان پر جہنمی ہونے کا فتوے لگانا چاہتے ہیں۔ اب ہم شیعوں کی مانیں یا خارجیوں کی۔ سب صحابہ اگر غیر صحابہ کرے۔ تو وہ اور حکم رکھتا ہے۔ لیکن صحابہ آپس میں سب کریں تو وہ ہمعصر ہیں۔ غیر کا قیاس ان پر نہیں۔

جب تک حضرت علیؓ منصب خلافت پر بقید حیات تھے۔ تو بے شک معاویہ اور اس کا گروہ باغی تھا گو وہ مجتہد تھا۔ دم عثمان کا طالب تھا۔ لیکن بعد وفات حضرت علی۔ حسن نے ان کی بیعت کر کے ان کو امیر مان لیا۔ تو بغاوت کا داغ اس سے دھل گیا۔ کیونکہ جو اس نے بغاوت سے بد انتظامی پھیلائی تھی۔ وہ انتظام سے بدل گئی۔ تفرقہ جاتا رہا۔

المجیب :- حافظ روشن علی۔

احمدی احباب کی خدمت میں ایک ضروری گذارش

قبل اس کے کہ میں وہ بات عرض کروں جس کیلئے میں نے آج قلم اٹھایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اشعار جو مناسب حال ہیں۔ آپ کو سناتا ہوں

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
آسماں پر دعوت حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار
آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار
ہر طرف ہر ملک میں ہے بُت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عز و وقار
آسماں سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷)

یہ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم سے چند اشعار جو ایک پیشگوئی کو اپنی گود میں لئے ہوئے ہیں۔ جس کے پورا ہونیکا وقت آگیا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی رپورٹ کہو یا ہم لوگوں کے نام (جو حضرت احمدؑ پر جان و مال سے قربان ہیں) علانیہ کہو۔ انہوں نے جو لنڈن سے روانہ فرمائی ہے اور جو سالانہ جلسہ پر اکثروں نے سنی ہوگی۔ اور جنہوں نے نہیں سنی اخبار الفضل میں پڑھی ہوگی۔ مجھے بھی یہ دلخوش کن حالات الفضل نے ہی سنائے ہیں۔

جناب مفتی صاحب اب چونکہ بحکم حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ برائے تبلیغ عازم امریکہ ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنے تجربہ کی بناء پر آئندہ تبلیغ کا جو طریق ہونا چاہیئے۔ اور احمدی مشن کا قیام اور استحکام دنیا کے مرکز لنڈن میں جس طرح ہونا چاہیئے۔ وہ اس اپنی تحریر میں درج کر دیا ہے۔ ہمارے لئے غور طلب جو بات اس میں ہے اور وہ بطور فرض ہم کو کرنی چاہیئے۔ وہ مجھے اسوقت آپ سے عرض کرنی ہے۔

جسوقت اشعار مندرجہ بالا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمائے۔ اسوقت یورپ میں ایک احمدی مسلمان بھی نہ تھا۔ نہ یورپ میں سلسلہ تبلیغ جاری ہوا تھا لیکن سالہا سال پہلے پیشگوئی ہو چکی ہے۔ جو پوری ہو کر رہیگی اور اب اس کا ظہور شروع بھی ہو گیا ہے۔ یعنی اسوقت لنڈن اور آس پاس کے شہروں میں اسقدر یورپین عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں۔ کہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی جھنڈا یورپ میں گاڑا جا چکا۔ ہمیں امید اور بڑی امید رکھنی چاہیئے کہ وہ دن قریب اور بہت قریب ہیں۔ جبکہ یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوگا۔

ہمارا سب کا فرض تھا کہ ہم صحابہ رضؓ کی طرح ایک ایک کر خدا تعالے کے دین برحق اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کے غلام احمد نبی اللہ مسیح موعود کے نام کا ڈنکا دنیا کے ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک بجا کر اسلام کو تمام دنیا میں پھیلاتے۔ تا آیت لما یلحقوا بہم کا مصداق بنتے۔ لیکن سب کی حالت یکساں نہیں ہوا کرتی کوئی علم و فضل میں بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ کوئی طاقت اور

صحت جسمانی میں - کوئی مال و دولت میں۔ آخر اللہ کرکے حاصل کم و بیش سب ہی اٹھاتے ہیں - اگرچہ اوس کی مقدار اس کی زندگی کی ضروریات کے مطابق ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارے بھائیوں میں سے وہ جو علم کی دولت سے مالا مال ہیں اپنے کنبہ - عزیزوں اور دوستوں کو چھوڑ چھاڑ کر صحابہ کی مانند دور دراز ملکوں میں خدا تعالے کے دین برحق کی خدمت اور اشاعت کے لئے نکل گئے۔ بیشک یہ ایسا ایثار ہے - جس کی برابری ہم گھر میں بیٹھ کر نہیں کر سکتے۔ البتہ ہمارے واسطے صرف ایک ہی راہ ہے۔ کہ ہم گھر بیٹھے بھی وہی درجہ حاصل کرلیں - وہ یہ کہ ہم اپنے مالوں کو اگرچہ وہ مقدار میں کیسی قدر ہو - اپنے مبلغ بھائیوں کے اوپر نثار کردیں - تا وہ آرام و آسایش کے ساتھ دین الحق کی اشاعت کریں - اور ملک بملک پھر کر ہر کس و ناکس کے دلوں سے وہ برے خیالات جو اسلام کی طرف سے ان کے دلوں میں جاگزین ہیں۔ نکالکر اسلام کا خوبصورت چہرہ ان کو دکھادیں - اور ان کی آنکھوں کو اسلام کے نور سے منور کریں - تو سمجھ لو۔ کہ ہم نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا ہے اور اشاعت اسلام کے فرض میں ان کے ساتھ شریک ہوگئے۔

لنڈن دُنیا کا بالخصوص یورپ کا مرکز ہے - پیشگوئی مندرجہ اشعار بالا سرچوب ہے - جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان پر جاری فرمایا۔ وہ بہر حال پورا ہوکر ہی رہیگا اور کئی باتیں بخروشنہ کام کررہے ہیں - یہ حسنت کا ثواب ہے اگر کبھی نہ کسی طرح خود مبلغ یا مبلغین کے شریک حال ہوں لیکن اس تمام دنیا کے مرکز میں نہ تو ہمارے بیٹھنے کی ہاری اپنی جگہ ہے - اور نہ ہمارے پاس کوئی ایسی جگہ ہے - جہاں کھڑے ہوکر خدا تعالے کے دین کا وعظ کریں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہماری عبادت کے لئے بھی کوئی مسجد نہیں - جو ضروری ہی نہیں - بلکہ لازمی ہے - وہ وقت قریب ہے - کہ لنڈن خاص میں اتنی بڑی جماعت ہوگی - جو خود اپنے ذاتی صرف سے اس ضرورت کو پورا کرلیگی - لیکن ان کے واسطے پہلے سے اپنا معبد (مسجد) بنادینا ہم کو ثواب عظیم کا مستحق بنادے گا - جو ہمیشہ ہمیشہ جاری رہنے والا ثواب ہوگا - یہ ہے وہ پہلی تجویز جو

نبض شناس - تجربہ کار اور مقبول صحابہ رضی جناب مفتی محمد صادق صاحب نے اس تحریر میں درج فرمائی ہے اور دوسری ان کی تجویز ایک رسالہ کا مستقل طور پر اجرا ہے جس کا تخمینہ جناب موصوف نے اوقام فرمادیا ہے۔

بیلے فکاب بلا اجرائے ایک مستقل رسالہ اشاعت اسلام میں بہت بڑی کمی ہے - اور نیز توقف کا باعث بھی ہے - ایک آدمی بہت سے لوگوں کو وعظ اور لکچر کے ذریعہ اپنا پیغام پہونچا سکتا ہے۔ لیکن جہاں کھڑا ہے - چند گز پرے کوئی اس کی آواز کو سُن بھی نہیں سکتا - رسالے کے اجرا سے دور و نزدیک سب کے کانوں میں آواز پہونچ جائے گی - اور اسلام جہاں زیادہ اور دور دور تک پھیلیگا وہاں جلدی بھی پھیلے گا ۔

جو مکان یا مسجد اسوقت لنڈن میں بنائی جاویگی - جس کی مالی امداد کے واسطے میں عرض کر رہا ہوں - یہ مثل بنیادی پتھر کے ہوگی - گویا اس پر خدا تعالیٰ کے دفتر میں امداد دہندگان کا نام ہوگا - لیکن آپ یقین جانیں کہ قریب تر زمانہ میں وہ ایک شہر کی طرح ہو جائے گا جہاں دار العلوم اور لکچر ہال - ہوٹل اور دیگر بہت سی دینی اور رہائشی عمارات ہونگی - جن کو وہاں کے نومسلم بلا ہماری امداد کے بنالینگے - میرے دوستو! جو آج ایک روپیہ بھی اس میں شریک ہوگا - وہ بڑے اجر کا مستحق قرار دیا جائیگا جب وہ وقت آئیگا - جہاں روپیہ کی جگہ پونڈ خرچ کرنے والے مسلمان ہونگے - اوس وقت آپ کا روپیہ بمقابلہ اسوقت کے ایسی وقعت نہ رکھیگا - حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - کہ سدیوں کے روزہ مُفت کی لوٹ ہے - بالکل اسی طرح اسوقت بھی کم سے کم خدا تعالے کے دین کی اشاعت کرنیوالا اصحاب میں مالی امداد دینے والا معنت میں ثواب عظیم حاصل کرکے آیۃ لما یلحقوا بہم کا مصداق ہوجائیگا - گو ابھی تک قادیان سے باہر اس چندہ کی تحریک شروع نہیں ہوئی - لیکن ہم کیوں اس حکم کا انتظار کریں - جب ہم کو چندہ کے واسطے کہا جاوے اور اس طرح ثواب کی وقعت کو کم کریں - اس لئے جلد از بہت جلد ہر جگہ کی احمدی جماعتیں چندہ کرکے قادیان بھیجنا شروع کردیں - میں اپنے بھائیوں کو مشورہ دیتا ہوں

کہ اس قسم کے چندہ کی تحریک ہمیشہ جاری رکھیں - گو کوئی رقم معین نہ ہو - جو کچھ بھی جمع ہو جائے - اور جب ہو جائے وہ بھیجدینا چاہیئے - اس طرح جو آیندہ احمدی سلسلہ میں داخل ہونگے - وہ بھی اس ثواب سے محروم نہ رہینگے میں فی الحال پچاس روپیہ دنیا کے مرکز لنڈن میں تعمیر مسجد کے لئے دیتاہوں - اور انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ بھی حسب توفیق دیتا رہوں گا ۔ فقط

(۱۰ جنوری ۱۹۲۰ء) بندہ حبیب الرحمٰن از حاجی پور۔

غزل

(جناب خانصاحب محمد ذو الفقار علیخان صاحب گوہر رامپوری)

مُسلمِ شاکر اے خداگوئے ہوس میں جائے کیوں
تجھ سے جسے لگاؤ ہو غیر سے دل لگائے کیوں

بزمِ نشاطِ زندگی دامِ نظر فریب ہے
چشمِ حقیقت آشنا لذتِ دید پائے کیوں

محرمِ پردہائے ناز واقفِ سرِّ بے نیاز
ظلم سے سر جھکائے کیوں - کبر سے سر اٹھائے کیوں

عالمِ صدق و عاشقی عالمِ لازوال ہے
محوِ نشاطِ چندروزہ عیش دوام پائے کیوں

غم ہے نتیجۂ گنہ یہ جو نہو تو وہ نہ ہو
بندۂ لذتِ ہوس غم سے نجات پائے کیوں

روئے نگار دلفروز - صورتِ مہرِ نیمروز
شپرِ تیرہ چشم کو اپنی جھلک دکھائے کیوں

اے نظر کرم ہے تو باعثِ عزّ و آبرو
تو نے جسے گرا دیا کوئی اُسے اُٹھائے کیوں

وہ تو بگاڑ ہی نہیں جسمیں بناؤ کو ہو دخل
ہاں جو بناؤ سے بگڑے کوئی اسے بنائے کیوں

تو ہے خلیفۃ الرسل - ابن رسول فضل عمر
تیرے مقابلہ میں غیر نصرت و فتح پائے کیوں

تیری نگاہ خشمگیں قہرِ خدا کا عکس ہے
تیرا حریف نامراد سامنے تیرے آئے کیوں

تیری دعا و بددعا آبِ حیات و زہر ہیں
آبِ حیات چھوڑ کر زہر کو کوئی کھائے کیوں

فہرست نومبایعین

(۱)

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۹ء سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان میں آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کیگئی۔ پھر بعض دفعہ بیعت کرنیوالوں کے نام مہتمم ڈاک کی بہت سے بھی کبھی نہ کبھی رہ جاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہوسکتے ہیں۔ ان کو شایع کردیا جاتا ہے۔ اور انہی کا یہ نمبر شمار ہے۔

(ایڈیٹر)

بقیہ ماہ نومبر ۱۹۱۹ء

نمبر	نام	مقام
۱۵۲۴-	اہلیہ صاحبہ منشی عبدالغفور صاحب۔	ضلع ڈیرہ غازیخاں
۱۵۲۵-	رحمت بی بی	〃 انبالہ
۱۵۲۶-	واجد حسین صاحب	〃 مونگھیر
۱۵۲۷-	چودہری سردار صاحب	〃 منٹگمری
۱۵۲۸-	مخلص الرحمٰن صاحب	〃 میمن سنگھ
۱۵۲۹-	کرم دین صاحب	〃 گورداسپور
۱۵۳۰-	عبدالواحد صاحب	〃 〃
۱۵۳۱-	جلال الدین صاحب	〃 〃
۱۵۳۲-	محمد دین صاحب	〃 جہلم
۱۵۳۳-	اہلیہ صاحبہ محمد رمضان صاحب۔	چھاؤنی میرٹھ
۱۵۳۴-	غلام قادر صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۵۳۵-	قاضی عبدالرحمٰن صاحب	کالی کٹ
۱۵۳۶-	اہلیہ بابو صاحب	ضلع ہوشیارپور
۱۵۳۷-	مطیع اللہ صاحب	〃 شاہ پور
۱۵۳۸-	اللہ داد صاحب	〃 〃
۱۵۳۹-	ام سلمہ خاتون	بنگالہ
۱۵۴۰-	جنت	ریاست پٹیالہ
۱۵۴۱-	مائن	〃 〃
۱۵۴۲-	رحیم النساء بی بی	کلکتہ
۱۵۴۳-	رحمت خان صاحب	ضلع گوجرات
۱۵۴۴-	اہلیہ صاحبہ منشی بہادر خان صاحب	〃 شاہ پور
۱۵۴۵-	محمد دین صاحب	قسطنطنیہ
۱۵۴۶-	فضل احمد صاحب	ضلع جہلم
۱۵۴۷-	خدیجہ بی بی	〃 ہوشیارپور
۱۵۴۸-	مستری فضل الٰہی صاحب	سندھ
۱۵۴۹-	عبداللہ خان صاحب	ضلع فیروزپور
۱۵۵۰-	اہلیہ 〃 〃 〃	〃 〃
۱۵۵۱-	رضیہ بیگم	〃 گورداسپور
۱۵۵۲-	اہلیہ صاحبہ شیخ فتح محمد صاحب	〃 دانوں
۱۵۵۳-	حکیم محمد یعقوب صاحب	〃 میرپور
۱۵۵۴-	دلاور علی خان صاحب	〃 〃
۱۵۵۵-	شیخ محمد عبدالکریم صاحب	ہری پور
۱۵۵۶-	عبداللہ خان صاحب	ضلع جالندھر
۱۵۵۷-	منشی رحیم بخش صاحب	〃 لاہور
۱۵۵۸-	مستری محمد عبداللہ صاحب	ریاست پٹیالہ
۱۵۵۹-	شیر علی خان صاحب	ضلع راولپنڈی
۱۵۶۰-	حبیب ڈار صاحب	کشمیر
۱۵۶۱-	غلام نبی صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۵۶۲-	سید محمد شاہ صاحب	کشمیر
۱۵۶۳-	اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃	〃
۱۵۶۴-	سید فقیر حسین شاہ صاحب	〃
۱۵۶۵-	مولوی محمد میر حیدر شاہ صاحب	〃
۱۵۶۶-	مزمل صاحب	بنگال
۱۵۶۷-	بہرام صاحب	ضلع جالندھر
۱۵۶۸-	خدابخش صاحب	〃 〃
۱۵۶۹	نواب بی بی	〃 گورداسپور
۱۵۷۰-	حکیم غلام رسول صاحب	〃 ملتان
[illegible]-	محمد ہادی صاحب	〃 پرتاب گڈھ
۱۵۷۲-	اہلیہ صاحبہ حبیب اللہ صاحب	پٹیالہ
۱۵۷۳-	مستری عبدالغفور صاحب	ڈیرہ دون
۱۵۷۴-	خواج الدین صاحب	ضلع گجرات
۱۵۷۵-	دین احمد صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۵۷۶-	اللہ دین صاحب	〃 گوجرانوالہ
۱۵۷۷-	منشی فدا حسین صاحب	ملک برہما
۱۵۷۸-	فتح شیر صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۵۷۹-	نور محمد صاحب	〃 〃
۱۵۸۰-	منشی انعام الحق صاحب	کلکتہ
۱۵۸۱-	اہلیہ صاحبہ نواب الدین احمد صاحب۔	مونگھیر
۱۵۸۲-	عبدالغفور صاحب	بنگال
۱۵۸۳-	احمد دین صاحب	شیخوپورہ
۱۵۸۴-	مرزا غلام محمد صاحب	ضلع لاہور
۱۵۸۵-	چاند میاں صاحب	بنگال
۱۵۸۶-	محمود حسین صاحب	ریاست پٹیالہ
۱۵۸۷-	ہمشیرہ حکیم شیر محمد صاحب	ضلع جالندھر
۱۵۸۸-	غلام محی الدین صاحب	〃 فیروزپور
۱۵۸۹-	قریشہ سلطان	دہلی

ماہ دسمبر ۱۹۱۹ء

نمبر	نام	مقام
۱۵۹۰-	مولوی محمد دین صاحب	ضلع گوجرات
۱۵۹۱-	مولابخش صاحب	〃 گورداسپور
۱۵۹۲-	محمد رمضان صاحب	〃 〃
۱۵۹۳-	اللہ داد صاحب	〃 〃
۱۵۹۴-	شاہ محمد صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۵۹۵-	عنایت بی بی	〃 〃
۱۵۹۶-	محمد نجم الدین صاحب	سکندرآباد
۱۵۹۷-	شیخ عبدالحکیم صاحب	ضلع جہلم
۱۵۹۸-	فدا الحق صاحب	〃 پشاور
۱۵۹۹-	عبدالرحمٰن صاحب	نیگومبو
۱۶۰۰-	عبدالرزاق صاحب	مالابار
۱۶۰۱-	عبدالقادر صاحب	〃
۱۶۰۲-	محمد یحیٰی صاحب	〃
۱۶۰۳-	مریم صاحبہ	〃
۱۶۰۴-	مردوس صاحب	〃
۱۶۰۵-	اللہ دین صاحب	لاہور
۱۶۰۶-	شیخ شیخ محمد صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۶۰۷-	اہلیہ 〃 〃	〃 〃
۱۶۰۸	نور بیگم	〃 〃

(باقی آئندہ انشاء اللہ العزیز)

مسجد احمدیہ لنڈن کے لئے چندہ

(۱) جماعت ہوشیارپور کی طرف سے مالغہ ۱۴۰ کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جسمیں سے راجہ علی محمد خان صاحب صدر قانونگوی کا ایک سو۔ اور للعہ بیر حاجی احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ مانٹلعہ ۳ اس میں سے بذریعہ منی آرڈر روانہ ہو چکے ہیں۔

(۲) جماعت پانی پت ضلع کرنال کی طرف سے مالغہ روپیہ کا وعدہ ہے۔ جسمیں بڑی رقم مکرم ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی طرف سے معہ اہلیہ و دختر ۱ مہ روپیہ کی ہے۔ یہ رقم بھی بذریعہ منی آرڈر روانہ ہو چکی ہے۔

عبدالمغنی ناظر بیت المال قادیان ۲۹ ۱/۲

اعلان

دو احمدی سب اسسٹنٹ سرجن ملک افریقہ زنجبار کے لئے درکار ہیں۔ جن کی تنخواہ مبلغ ۲۲۰ روپیہ اور ہاؤس الاونس مبلغ ۲۰ روپے ہوگی۔ پرائیوٹ پریکٹس کی بھی اجازت ہوگی۔ جو وہاں پر ملازمت کرنا چاہیں۔ بہت جلد اپنی اپنی درخواستیں بنام پرنسپل میڈیکل آفیسر زنجبار لکھ کر ڈاکٹر عبدالغنی احمدی لیبارٹری اسسٹنٹ میڈیکل کالج لاہور کے پتہ پر بھیجدیں۔ جس نے درخواست بھیجنی ہو۔ وہ امور عامہ میں بھی اطلاع دیں۔ والسلام

زین العابدین ولی اللہ - ناظر امور عامہ قادیان۔

اعلان

یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض موصی اپنے شہر یا گاؤں کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو وصیت کے حساب میں آمدنی کا دسواں حصہ دیتے ہیں۔ جو موصی کی تشریح نہ کرنے کی وجہ سے یا سکرٹری صاحب کی لاپرواہی سے چندہ عام میں جمع ہوتا رہتا ہے۔ اور دفتر ہذا میں کوئی رقم درج نہیں ہوتی بعد میں جب مطالبہ ہوتا ہے۔ تو علم ہوتا ہے کہ ادائگی ہوتی رہی ہے۔ مگر اس طرح پر بہت سی مشکلات دفتر کو اور موصیان کو پیش آتی ہیں۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ موصیان و سکرٹری صاحبان اس بارہ میں مزید احتیاط سے کام لیا کریں۔

سید محمد اسحٰق - افسر بہشتی مقبرہ - قادیان

اشتہارات

نکاح ۱/۲

میں اپنی لڑکی جس کی عمر قریباً تیرہ یا چودہ سال ہے۔ رشتہ کرنا چاہتا ہوں۔ لڑکا انٹرنس پاس ہو یا بی اے پاس ہو اور برسر روزگار ہو۔ اور مستقل نوکر ہو۔ گورنمنٹ عالیہ کا ملازم ہو۔ ذات پٹھان یا مغل ہو۔ رہنے والا امرتسر لاہور۔ گوجرانوالہ۔ وزیرآباد۔ سیالکوٹ۔ جموں کا ہو۔ نیک احمدی ہو۔ خط و کتابت معرفت مینیجر الفضل قادیان ہو (ہر خط کے ساتھ ۱ر کے ٹکٹ آئیں)

ممالک غیر کی خبریں

سابق قیصر کی حوالگی سے ہالینڈ کا انکار

(برلن ۲۳۔جنوری) ہیگ کا ایک نیم سرکاری بیان مظہر ہے کہ اتحادیوں نے سابق قیصر کی حوالگی کے لئے جو درخواست کی تھی۔ اس کے جواب میں ہالینڈ نے لکھا ہے۔ کہ صلحنامہ کی شرط نمبر ۲۲۸ کی رُو سے جو ذمہ واری جرمنی پر عاید ہوتی ہے۔ ہالینڈ اس کا پابند کس طرح ہو سکتا ہے۔ جو صلحنامہ کا کوئی فریق نہ تھا لہذا ہالینڈ سر دست اس ذمہ واری کو تسلیم کرتا ہے۔ جو نیدرلینڈ کے آئین کی رُو سے اس پر واجب ہے۔ لیکن نہ تو ہالینڈ کا آئین اور نہ روایات اس درخواست کے قبول کرنے کی اجازت دیتی ہیں۔ بلکہ روایات یہ ہیں کہ نیدرلینڈ نے ہمیشہ ان لوگوں کو پناہ دی ہے۔ جو بین الاقوامی تنازعات کا شکار ہوئے ہیں۔ اس لئے ہالینڈ سابق قیصر کو ان فوائد سے محروم نہیں کر سکتا۔ انصاف اور قومی عزت کا تقاضا اس کے خلاف ہے۔ ڈچ باشندے ان لوگوں کے ساتھ بیوفائی نہیں کر سکتے۔ جنھوں نے ان کے آزاد انسٹی ٹیوشنوں پر بھروسہ کیا ہے۔

مزید نامہ و پیام

(لنڈن ۲۴۔جنوری) رائٹر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ باخبر حلقوں کی رائے یہ ہے۔ کہ سابق قیصر کی حوالگی کا مسئلہ ہالینڈ کے جواب سے ختم نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ سپریم کونسل از سر نو سلسلہ جنبانی کریگی ٭

پولینڈ پر یورش

(لنڈن ۲۳۔جنوری) پولینڈ سے جو خبریں آئی ہیں۔ وہ اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ کہ محاذ پولینڈ کے مختلف حصوں پر بالشویک افواج کا اجتماع ہو رہا ہے۔ اور جنرل ڈینیکن سے لوٹے ہوئے اسلحہ جات اہل پولینڈ کے خلاف استعمال میں آ رہے ہیں۔ اسی اثناء میں بالشویک پولینڈ کے خلاف اشاعتی کارروائی کا اعلان کر رہے ہیں۔ اس اُمید پر کہ موسم بہار میں کاشتکاروں کو آمادہ فساد کر کے اٹھائے

خوردنی کی گرانی پیدا کر دینگے ٭

فرانسیسی اخبارات کی ناراضی

(پیرس ۲۶۔جنوری) سابق قیصر کی حوالگی کے متعلق ہالینڈ کے جوابات پر اخبارات فرانس نے بڑی تلخ و ترش رائے زنی کی ہے۔ بعض اخبارات لکھتے ہیں کہ ہالینڈ پر اقتصادی دباؤ ڈالنا چاہیئے۔ اور ہالینڈ کو مطعون کرتے ہیں۔ کہ اس نے ایک خونخوار پاگل کو پناہ دے رکھی ہے۔ ایکو ڈی پیرس لکھتا ہے۔ کہ اس مسئلہ کا بہترین حل یہ ہو سکتا ہے۔ کہ سابق قیصر کی نظر بندی میں اتحادیوں کی نگرانی بھی ہونی چاہیئے۔ اگر قیصر جرمنی کو چلا گیا۔ تو معاملہ کی صورت بدل جائیگی ٭

امریکہ اور عہد نامہ صلح

(واشنگٹن ۲۴۔جنوری) آٹھ جمہوری سینیٹروں نے سینیٹر لاج کے ساتھ دیر تک بات چیت کی۔ اور صلحنامہ کی استثنیات کے بارہ میں مجوزہ راضی نامہ کے خلاف سختی سے صدائے احتجاج بلند کی۔ یہ بھی کہا گیا۔ کہ اگر راضی نامہ کیا گیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ جمہوریپسندوں میں اختلاف رائے ہو جائیگا۔ اس کے جواب میں سینیٹر لاج نے ان کو یقین دلایا۔ کہ بین الفریق کانفرنس میں ابھی تک راضی نامہ کا آخری فیصلہ کچھ نہیں ہوا۔ اور کہ عام تصدیق کے بغیر کچھ نہیں ہو سکیگا۔ مسٹر ٹافٹ نے راضی نامہ کے لئے زور دیا ٭

لالہ لاجپت رائے کی واپسی

(لنڈن ۲۲۔جنوری) پال مال گزٹ کا بیان ہے کہ لالہ لاجپت رائے بعزم ہندوستان امریکہ سے انگلستان پہنچ گئے ہیں ٭

مصر کی بدامنی

(قاہرہ ۲۳۔جنوری) کل شام کو طنطہ میں ایک ہندوستانی پٹرول پر ہجوم نے اینٹوں اور ریوالوروں سے حملہ کیا۔ ایک نائک کو ہلاک اور دو سپاہیوں کو زخمی کیا۔ فوج نے فائر کئے۔ ایک حملہ آور ہلاک اور دو آدمی سخت مجروح ہوئے ٭

جمال پاشا کا استعفا

(قسطنطنیہ ۲۳۔جنوری) جنرل ملنی نے یہ اطلاع دی تھی کہ ترکوں نے عارضی صلحنامہ کی شرائط کی خلاف ورزی کی ہے۔ چنانچہ انکی بنا پر اتحادی کمشنروں نے .... وزیر جنگ کے رویہ کے خلاف گورنمنٹ کے سامنے اظہار ناراضگی کیا تھا۔ جس کے باعث جمال پاشا اور اس کا چیف آف سٹاف دونوں مستعفی ہو گئے ہیں ٭

ہندوستان کی خبریں

مولوی محمد حسین بٹالوی مرگیا

معلوم ہوا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی جو حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالفوں میں سے تھا۔ نہایت رنج و اندوہ کی موت مرگیا ہے۔

گورنمنٹ نیپال کو خدمات جنگ کا صلہ

ایک پریس کمیونیک مظہر ہے کہ گورنمنٹ ہند نے ان خدمات کے صلہ میں جو گورنمنٹ نیپال نے جنگ کے دوران میں سرانجام دیں دس لاکھ روپیہ سالانہ عطا کرنا منظور فرمایا ہے۔ ہز مجسٹی مہاراجہ ادھیراج نیپال کی طرف سے ان کے وزیر اعظم نے اس عطیہ پر گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا ہے ٭

ہندوستان میں پلیگ

ہفتہ مختتمہ ۱۰۔جنوری میں ہندوستان میں پلیگ کے ۲۸۹۰ کیس اور ۲۸۷۹ اموات ہوئیں ٭

بنگال میں ڈاکے

گذشتہ دو ہفتوں میں بنگال کے مختلف اضلاع سے ڈاکہ زنی کی ۹ وارداتوں کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے ضلع راجشاہی ۲۔ مدناپور ۲۔ بردوان ۱ پٹاگنگ ۲ اور چوبیس پرگنہ ۲ ٭

مزید کارخانوں کے مزدوروں کی سٹرائک

بمبئی ۲۱۔جنوری۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شولا پور میں روئی کے کارخانوں کے مزدوروں نے بھی سٹرائک کر دی ہے۔

ایک گریجوایٹ عورت کی خودکشی

مس برج کماری شرما بی اے نے جو بنارس یونیورسٹی کی پہلی لیڈی گریجوایٹ تھیں ۲۳۔جنوری کو بنارس میں پاگل پن کے عارضی دورہ میں خودکشی کرلی۔ مس برجکماری نے اپنے کپڑوں کو مٹی کے تیل سے تر کر لیا۔ اور ایک کمرہ کے اندر داخل ہو کر اور اندر سے دروازہ بند کرکے دیا سلائی جلا کر کپڑوں کو آگ لگالی ٭

([illegible] صاحب قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شایع ہوا)